باب۔53

غلامی

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ ----- وَاللَّـهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ ----- مِن بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔

ترجمہ: اور تم بے شوہر عورتوں کے نکاح کردو اور نیک (اور شائستہ) غلاموں اور لونڈیوں کی بھی (شادی کر دو)۔ اگر وہ فقیر ہیں تو اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ اور اللہ وسیع علم والا ہے۔

ترجمہ: اور عفت (اور پاکدامنی) اختیار کریں وہ لوگ جن کو نکاح کرنے کا مقدور نہیں جب تک کہ اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی نہ کر دے۔ اور تمھارے غلاموں میں سے جو مکاتب بننا چاہیں تو اگر تم ان میں بھلائی سمجھتے ہو تو ان کو مکاتب بنا دو (ان کو نوشتہ لکھ دو) اور اس مال میں سے کہ خدا نے تم کو دیا ہے ان کو دو۔ اور جوان لڑکیوں کو خصوصاً جب کہ وہ پاکدامن رہنا چاہتی ہیں بدکاری پر مجبور نہ کرو، دنیا کے ساز و سامان سمیٹنے کے لیے۔ اور جو اِن عورتوں کو مجبور کرے تو ان کے مجبور کرنے کے بعد اُن پر کوئی گناہ نہیں، اللہ غفور و رحیم ہے ہی۔ (سورۃ النور: آیت 32 اور آیت 33)

سورۃ النور کی اس آیت 32 میں عِبَادِ کا لفظ، جو جمع عبد ہے، غلاموں پر استعمال کیا گیا ہے۔ کیا غلامی کا طریقہ اسلام نے جاری کیا یا پہلے سے تھا؟ --- یہ طریقہ ہمیشہ سے تھا۔ اسلام نے اس قدیم رسم کی اصلاح کی۔ اسلام نے دفعتاً غلامی کو نہیں روکا بلکہ عملاً ایسے طریقے پیدا کیے جس سے غلامی دنیا سے آہستہ آہستہ اٹھ گئی۔ غلامی کب پیدا ہوتی ہے؟ --- جنگ کے زمانے میں۔ سب کو معلوم ہے کہ جنگ کے زمانے میں دشمنوں کے ساتھ کوئی معاہدہ، کوئی قانون باقی نہیں رہتا۔ اس میں نہ جان کو امان ہے نہ آبرو کو۔ مال تو بہت ادنیٰ چیز ہے، لوٹ لینا، مار ڈالنا سب کچھ ہوتا ہے۔ قدیم زمانے میں فاتح، مفتوح کے ملک کو تباہ اور ویران کر دیتے تھے۔ دشمن سب قید کر لیے جاتے تھے۔ پہلے زمانے میں جنگی قیدیوں میں سے تمام مرد مار ڈالے جاتے تھے اور عورتیں سپاہیوں میں تقسیم کر لی جاتی تھیں۔ لیکن بعد میں مردوں اور عورتوں، سب ہی کو غلام بنایا جانے لگا۔

اسلام نے عملی طور پر غلامی کو اس طرح ختم کیا کہ حکم دیا گیا، جو کھانا آقا کھاتے ہیں غلاموں کو بھی کھلائیں۔ جو کپڑے خود پہنتے ہیں ان کو بھی پہنائیں۔ جہاں کسی نے کوئی قصور کیا، حکم ہوا کہ ایک غلام آزاد کر دو۔ جہاں آقا سے بچہ پیدا ہوا، وہ باندی "اُمِّ وَلَدٌ" (بچہ کی ماں) ہو گئی۔ آقا کے مرتے ہی آزاد۔ بیچی ہر گز نہیں جا سکتی۔ لونڈی غلام جہاں تعلیم یافتہ اور مہذب ہو گئے تو ان کو مکتب بنانے کا حکم یعنی آزادی نامہ لکھ دینا، خواہ بغیر کچھ لیے یا کچھ لے کر۔ سورۃ النور کی آیت 33 میں فَكَاتِبُوهُمْ ہے۔ یہ امر کا صیغہ ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا لونڈی غلام کے مہذب ہو جانے کے بعد انہیں آزاد کر دینا گویا واجب ہے۔ اسلام میں غلاموں کی رعایتیں تو دیکھو کہ اصولِ اسلام سے جوان بیٹے کا نفقہ باپ پر واجب نہیں ہے مگر غلام اور غلام کی بیوی بچوں کا نفقہ آقا پر واجب ہے۔ آقا اگر غلام پر ظلم کرے تو وہ حاکم کے پاس اپنی فریاد لے جائے گا۔ حاکم ظلم سے روکے گا۔ وہ نہ رکے تو حکم دیا جائے گا کہ اس کو کسی دوسرے کے پاس منتقل کر دو۔ باندی غلام اپنے مذہب پر قائم رہ سکتے ہیں۔ اسلام زبردستی مسلمان نہیں کرتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ لونڈی غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔ ان کی طاقت سے زیادہ ان کو تکلیف نہ دو۔ ان سے کام لو تو ان کا ہاتھ بٹاؤ۔ ان سب باتوں کے باوجود بھی کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسلام نے غلامی کو پیدا کیا اور اس کو باقی رکھا۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اسلام کے زمانے کی غلامی موجودہ زمانے کی آزادی سے بہتر ہے۔ دیکھو! لوگ پہلے غلام کہتے تھے، اب کالا آدمی کہتے ہیں۔ چاہے کشمیر، پنجاب اور گجرات کے گورے گورے آدمی ہی کیوں نہ ہوں، مگر وہ رہیں گے کالے آدمی ہی۔ ان سفید چمڑی والوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ کیا کسی کالے کو کوئی بڑا عہدہ یا وسیع اقتدار مل سکتا ہے۔ ہر گز نہیں؟ اِن کے پاس دیسیوں کے لیے قوانین الگ ہیں اور بدیسی کے لیے الگ۔ موجودہ زمانے میں لاکھوں رعایا بھوکی مر رہی ہے لیکن آقاؤں کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ جانثار کالے فوجیوں کی کیا حالت ہے؟ نہ کھانا نہ کپڑا، ہر بات میں پیچھے، مگر مارے جانے کے لیے سب سے آگے! اِدھر ہندوستان کی رہنے والی یہ بت پرست قوم، اپنی مفتوح کو "شودر" کہتی ہے، "ملیچھ" کہتی ہے۔ کتا ان کے باورچی خانہ میں چلا جائے، پرواہ نہیں۔ لیکن شودر کا سایہ بھی نہ پڑے، یہ غلامی نہیں تو کیا ہے۔۔۔؟

{ حوالہ تفسیر صدیقی - پارہ 4 صفحہ 112، 113 اور پارہ 18 صفحہ 64 تا 68 }